
FIROZE

پائل

سلام

(مچھلی شہری)

جملہ حقوق حق ساقی بکڈپو دہلی محفوظ

طبع اوّل

قیمت قسم اعلیٰ ۱۲/
قسم دوم

مطبوعہ عالمی پریس دہلی

میں گیت بھی لکھنے لگا

یونیورسٹی لائبریری الہ آباد کے یکسالہ دور کے بعد شاید میری ریڈیو کی زندگی، ۱۵ مئی ۱۹۴۳ء سے شروع ہوتی ہے۔ میرے حوصلہ نواز پنڈت امرناتھ جھا بھی مجھ اپنے مذاق کے اعتبار سے ترقی کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔

محترمی S.N. Chib نے ایک "Eccentric" مزاج کے نوجوان کو "Populer Song Writer" جانا اور میں گیت لکھنے لگا۔ انھیں مجھ سے اُمیدیں تو بہت کچھ تھیں لیکن یقین کسی بات کا نہیں تھا۔ یہ تو میں سمجھتا کہ اُن کے سگریٹ کے دھووں میں چھپے ہوئے گہرے تبسّموں کو اپنے لئے زبردستی چُرا لیا کرتا تھا۔ اور یہ سوچ لیا کرتا تھا کہ میں ایک دن اے۔ آئی۔ آر میں نمایاں کام کروں گا۔ ایسا سوچنا تو بہر حال میرے بس میں ہے۔

محترمی کے۔ ایس۔ ملک مہاتما بُدھ کی طرح ہمیشہ خاموش رہے۔ جب بھی باتیں ہوئیں ایسا معلوم ہوا کہ وہ مجھے بہت مانتے ہیں: "تمہارے گیتوں میں کسی پہاڑی ندی کی سی رَوانی ہے۔ انھیں اور بھی تازگی اور گہرائی دینے کیلئے ہندی کا مطالعہ جاری رکھو۔ یوں بھی ہندی مائتھالوجی اور ہندوستانی ماحول سے تم فطری طور پر بہت متاثر ہوتے ہو۔"

"دُکھی سنسار کی زندگی تو خود اُداس ہے۔ اگر تھوڑی دیر کیلئے خوش کر دینے والے ہندوستان کے گیت بھی اُداس ہونے لگیں تو ان گیتوں میں فائدہ!"

میں اپنے ایک گیت کو کسی نقرئی آواز میں ناچتا دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ محترمی

H.R. Luthra نے حسبِ عادت مسکراتے ہوئے ختم کر کہا۔

اس کے بعد میں نے اپنے گیتوں میں زندگی مسرت اور تازگی کی لہریں دوڑانی شروع کر دیں۔ کچھ دنوں بعد "پنچولی آرٹ پکچرز" کے ڈائریکٹرز سے ایک سرسری تعارف کے سلسلے میں میرے گیتوں کے متعلق لُتھرو صاحب کی رائے بڑی حوصلہ افزا تھی لیکن ابھی تو مجھے کسی انفرادی رنگ میں ریڈیائی گیتوں کو فلمی گانوں سے کہیں زیادہ حسین بنانا ہے۔

اب محترمی جے۔ کے۔ چھرا نے میری ضد یا اپنی مرضی سے میری ادبی زندگی کو بہت سے روپ دے رکھے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں جو کچھ سوچا کرتا تھا وہ پورا ابھی ہو گا۔ ابھی میں اے۔ آئی۔ آر میں ایم۔ بی آرٹسٹ ہوں اس لئے کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ اور ہوں بھی ذرا مختلف جذباتی بیماریوں کا شکار۔ پھر بھی مجھے امید ہے کہ اس مختصر یا طویل دَور میں اگر ماحول اسی طرح حسین رہا تو میں اپنی کچھ ادبی یادگاریں ضرور چھوڑوں گا۔ مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں لیکن اپنے تئیں کام کرنے کیلئے سکون کی ضرورت ضرور ہے۔ میں اب تنہا نہیں، میری شادی ہو گئی ہے۔ ایک بچّی بھی ہے۔ اور گھر کی دس پہاڑیوں کا بوجھ۔ یقین مانیئے میں اس خیال سے ذرا بھی پریشان نہیں ہوتا اور اب تو مجھے پیسے بھی کچھ ملنے لگے ہیں!

"پیسہ، پیسہ!" خدا جانے اس وقت جبکہ میں اپنے گیتوں کے بارے میں لکھ رہا ہوں "کمبخت پیسہ" میرے دماغ پر کیوں چھایا جا رہا ہے۔ میں پہلے تو ایسا نہیں تھا۔ یہ ذلیل تبدیلی کیوں ــــ ؟

میں اب گیتوں کے علاوہ سنگیت ناٹک، فیچرز، کہانیاں اور ڈرامے بھی لکھنے لگا ہوں۔ اور میری ادبی زندگی کو یہ روپ صرف محترمی جے۔ کے چھرا نے دیا ہے۔ "پائل" کے بعد آپ ڈراموں اور مختلف فیچرز کے مجموعے پڑھیں گے۔ اور پھر میں اپنے Luthra صاحب کو بھی واقعی خوش کر سکوں گا۔

ابھی تو عین اس وقت جبکہ وہ بہت مصروف ہوتے ہیں میں اپنی بے ربط باتوں سے اُنھیں پریشان کر دیتا ہوں۔ لیکن پھر میں اُن کے پائپ، ان کے ڈریس اور ان کی کار سے واقعی مانوس ہو جاؤں گا۔ نہ جانے کیوں، جو بھی ہو۔ اگر میرے دل میں اس کیلئے محبت اور عزت ہے تو میں اس سے خواہ مخواہ At Home ہو جانا چاہتا ہوں۔ جی چاہتا ہے وہ باتیں جو دوسرے نہیں سُنتے یا سُن کر میری بُرائی کے قائل نہیں ہوتے میں ایک ہی ملاقات میں اُس سے کہہ ڈالوں۔ ایسا کہ پھر اس کی ہمدردی سے محروم نہ ہو سکوں۔ لیکن اگر کسی سے مجھے محبت نہیں ہے تو وہ چاہے کتنا ہی معمولی یا بڑا آدمی ہو، میں اس سے باتیں نہیں کر سکتا۔ اور اگر کرتا بھی ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ میں دُنیا کا سب سے بڑا بیوقوف ہوں!

جُگل صاحب میرے گیتوں میں ہندوستان کی عوامی زندگی کی جھلک دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر میں ہر اعتبار سے گیتوں میں بھی نظموں کی طرح اپنا اور صرف اپنا رنگ پیدا کر سکا تو میرا گیتوں کا دوسرا مجموعہ "India Folk Songs" سے بہت قریب ہو گا۔ اس عرصے میں ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ میں ہندی کی تعلیم اور مطالعہ جاری رکھوں۔

اپنے لئے گیتوں کی زبان اور ایک خاص انداز پیدا کروں پھر شاید میں اچھے گیت لکھ سکوں گا۔ بہرحال یہ مجموعہ (پائل) میں کسی خاص مسرت کے ساتھ پیش نہیں کر سکتا۔ سوانح عمری کے انداز میں لکھی ہوئی ایک طویل نظم میں شاید میں نے کہیں شاہد بھائی جان (مُدیر ساقی) کو یہ بتایا ہے کہ میں کیسے گیت لکھنا چاہتا ہوں یا گیتوں کے بارے میں میرا کیا خیال ہے۔ یہ نظم "دُور کے گیت" میں آجائیگی۔

اگر میری صاف گوئی (جسے کچھ لوگ خاکساری کہیں گے) کے باوجود آپ کو "پائل" کا کوئی گیت پسند آجائے تو اس کیلئے آپ آل انڈیا ریڈیو کو مبارکباد دیجئے۔ اور میں اس کا شکریہ ادا کروں۔

میری ادبی زندگی کے ابتدائی نقوش میں محترمی ملک حبیب احمد صاحب (علیگ) کا بھی ہاتھ ہے۔ میری ایک نظم "سڑک بن رہی ہے" کے متعلق پہلی بار ان سے گفتگو ہوئی۔ میں اُن دنوں ریڈیو میں نہیں تھا۔ اب جبکہ میں ریڈیو میں ہوں وہ لکھنؤ میں نہیں ہیں۔ پھر بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اُن سے بہت قریب ہوں۔ یوں بھی اے۔ آئی۔ آر کی ہر شاخ فی الحال میری زندگی کے گلُ بوٹے ہیں۔ ملک صاحب پہلے حوصلہ نواز ہیں جنھیں میرے خطوط کے انداز بھی پسند ہیں — میں کسی سے چھینی ہوئی یہ "پائل" اُن سے چھُپ کر چپکے چپکے بجانا چاہتا ہوں۔ آخر میں ہمیشہ گہری اور سنجیدہ ہی بات کہوں۔

گیتوں کے ابتدائی شعور کیلئے محترمی عشرت رحمانی کا ممنون ہوں۔

آخر میں آپکو ایک خواب کی تعبیر بتانا چاہتا ہوں جس کا احساس مجھ کو ستمبر ۴۳ء کے ایک "انٹرویو" کے بعد ہوا ہے

"— یہی "پطرس" کے مضامین کا ہیرو اے دوست!
میرے آغازِ تخیل کا خدا تھا شاید — !
میں نے معصوم خیالوں کے چمن زاروں میں
یاد پڑتا ہے کہ بچپن میں بلایا تھا اُسے
ابھی کچھ روز ہوئے* ایک پریشان سا گیت
بربطِ ماہ کے تاروں پہ سُنایا تھا اُسے
اپنے افکار کا معبود بنایا تھا اُسے — !!
— آج بھی پھول عقیدت کے چُنے ہیں لیکن
نذر کرتا ہوں تو کچھ سوچ رہا ہوں دل میں —!!"

مجھے شاعر کی حیثیت سے دوسرے روپ میں دیکھنے کیلئے "میرے نغمے"، "وسعتیں" اور "دُور کے گیت" ملاحظہ فرمائیے — اب تو اجازت ہے۔

لکھنؤ ۔ ۲۱ ۔ اکتوبر ۴۴ء ———— سلام ہے

*اے۔ آئی۔ آر میں آنے سے پہلے۔

انتساب

اپنے اسٹیشن ڈائریکٹر (محترمی جے، کے، مہرا ایم، اے) کے نام

"سلام"

سکھی! پائل کا شور کوئی سُن لیگا

سکھی! پائل کا شور کوئی سُن لے گا!
سُن لے گا

ذرا من کی امنگوں کو — روک روک چل
ذرا گاتے ترنگوں کو — ٹوک ٹوک چل

کوئی سُن لے گا
کوئی دیکھ لے گا
کوئی کہہ دیکھ گیا
سکھی پائل کا شور کوئی سُن لے گا — سُن لے گا!

(۲)

ترے ہردے کے ساگر میں آیا طوفان
آیا طوفان
کوئی دیکھے ہیجان — !
ترے پیتم ملن کی یہ شام مُبارک
یہ مُدھر بھاؤناؤں کی — ہاں دھوم دھام مبارک
ترے ہردے کے ساگر میں آیا طوفان
آیا طوفان
تجھے دیکھے بھگوان — !

ذرا من کی امنگوں کو — روک روک چل
ذرا گاتے ترنگوں کو — ٹوک ٹوک چل

سکھی پائل کا شور — !!!

اُڑ جا، پنچھی اُڑ جا!

اُڑ جا، پنچھی اُڑ جا ——— !

پھول نہیں
کانٹوں کی بھی آس نہیں
وہ پہلی بُو باس نہیں
اُڑ جا پنچھی ——— !

(۲)

پت جھڑ آیا ———
وہ پہلی رُت چھوٹ گئی
من کی بینا ٹوٹ گئی
راگ نہیں
من میں پریم کی ہلکی سی بھی آگ نہیں
اُڑ جا پنچھی ——— !

(۳)

کون سی یاد تجھے لے آئی
اُڑ جا،
دیکھ کوئی سپنا سا اب بھی
میرے من میں
سُونے بن میں
لینے لگا جیسے انگڑائی
کونسی یاد تجھے لے آئی

تم آپ بنے مغرور

تم آپ بنے مغرور ——

ہاں میں کیا جانوں

میں کیا جانوں ——

ہونٹوں پر بھنورا ناچے

نینوں میں مدرا ناچے

میں دیکھوں —— مُسکاؤں

تم ہو شراب سے چُور ——

ہاں میں کیا جانوں

تم آپ بنے مغرور ——

(۲)

چندر چکور آئے

پھولوں میں مور آئے

میں ناچوں —— میں گاؤں

تم آپ ہوئے ہو دُور ——

ہاں میں کیا جانوں

تم آپ بنے مغرور ——

ہاں میں کیا جانوں !!!

پُجاری! واپس لے جا پھول

پُجاری! واپس لے جا پھول
اُنھیں دیوتا نہ کرینگے قبول ——— !

ترے پھولوں میں روپ نہ رنگ
ترے من بھی نہیں ہے ترنگ

تری بے چین آنکھیں ہیں ملول
پُجاری! واپس لے جا پھول ——— !

نہیں جب خود ہی تجھ میں جان
بھلا کیا خوش ہوگا بھگوان

ارے یہ پھول تو ہیں ترشول
پُجاری! واپس لے جا پھول ——— !

بَسا پھولوں کا اک سنسار
اُگا دھرتی سے لاکھوں پیار

ترا سُکھ ہے یہ مٹّی دھول
پُجاری! واپس لیجا پھول ——— !

بھنورا ناچے گائے

بھنورا ناچے گائے
مست کلی مُسکائے ——— !
ایک کلی

نازوں کی پلی
کرنوں کی چاندی ہیں ڈھلی
اپنی ہی بھینی خوشبو سے
رہ رہ کر شرمائے!
بھنورا ناچے گائے ــــــ!
ہولے ہولے کوئل بولے
دھیمے دھیمے پُروا ڈولے
چُپکے چُپکے آکر کوئی
پٹ مندر کا یوں کھولے
جیسے کوئی گائے ــــــ!
بھنورا ناچے گائے ــــــ!!

ڈھولک کا گیت

گھِر آئی۔ گھِر آئی کاری بدریا
ایسے میں بھولے نہ کوئی ڈگریا
گھِر آئی ــــــ!

چھاتے ہی جاتے ہیں بیدرد بادل
جیسے کنواری کی آنکھوں میں کاجل
جیسے اندھیرے میں لہرائے آنچل

میں تو بھیجونگی۔ رنگونگی چُندریا
گھِر آئی ــــــ!
ایسے میں بھولے نہ کوئی ڈگریا ــــــ!!!

دوگانا (بطرز ماہیّا)

(عورت) بیت گئی ظالم پت جھڑ رُت ــــــــ!
باغ ہیں کوئل بولی
من کی نیّا ڈولی
ناچ رہی ہے ــ جھول رہی ہے
پھر ان نوجیون کلیوں پر
آشاؤں کی ٹولی
باغ ہیں کوئل بولی
بیت گئی ظالم پت جھڑ رُت ــــــــ!

(مرد) لَوٹ گیا بے درد زمانہ ــــــــ!
خوشیوں کے دن آئے
متوالے بادل چھائے
ہری بھری کومل ڈالوں پر
پنچھی پھر اترائے ــــــــ!
لَوٹ گیا بے درد زمانہ ــــــــ

کرم کی آس بندھی تھی عتاب دیکھ لیا

کرم کی آس بندھی تھی عتاب دیکھ لیا
خوشی کو اپنی در آغوشِ خواب دیکھ لیا
اب آنسوؤں کا کوئی جلترنگ اے مُطرب!
فضائے نغمۂ چنگ و رباب دیکھ لیا
مرے حسین تصوّر! مجھے معاف کہ میں
سمجھ چکا تجھے، تیرا شباب دیکھ لیا
اندھیری رات میں تارے گِنا کیا اکثر
سُہانی نیند میں پیارا سا خواب دیکھ لیا

مانجھی، نیّا دھیمی کر دے!

مانجھی! نیّا دھیمی کر دے ــــ آتا ہے طوفان!
لہریں خوف سے تھرّاتی ہیں
جل پریاں اُڑتی جاتی ہیں

چاروں طرف ہیجان
مانجھی! نیّا دھیمی کر دے ــــ آتا ہے طوفان
کومل ہردے ڈول رہا ہے
ان طوفانی لہروں میں بھی
جیسے کوئی بول رہا ہے

کیا ہوگا بھگوان
آتا ہے طوفان
مانجھی! نیّا دھیمی کر دے ــــ آتا ہے طوفان
ہائے یہ آشاؤں کا زمانہ
اور طوفانوں سے ٹکرانا

رکھ لے پریم کی شان
آتا ہے طوفان

مانجھی! نیّا دھیمی کر دے ــــ!

پریمی بھنورے ناچ رہے ہیں!

ناچ رہے ہیں۔
پریمی بھنورے ناچ رہے ہیں!
ناچ رہے ہیں ——— ہنستے کھیلتے پھولوں پر
آشاؤں کے جھولوں پر

پریمی بھنورے ناچ رہے ہیں!
زہریلے کانٹوں سے بچ کر ــــ پھولوں سے کچھ دل بہلانے
اپنے پریم کی آگ میں جل کر آئے ہیں اک جیون پانے
ناچ رہے ہیں۔
پریمی بھنورے ناچ رہے ہیں!
پھولو! ان سے مت اترانا یہ تم کو بھی جلا دینگے
کلیو! ان سے مت گھبرانا یہ تم کو چمکا دینگے
چاند ستارہ بنا دینگے

ناچ رہے ہیں۔
پریمی بھنورے ناچ رہے ہیں!
ناچ رہے ہیں ——— ہنستے کھیلتے پھولوں پر
آشاؤں کے جھولوں پر

پریمی بھنورے ——— !

آیا، شبھ دن آیا!

آیا، شُبھ دن آیا ــــــــــ!

فصلِ بہار آئی
جگ کو نکھار آئی

مَن کی امنگوں کو ــــــــــ ہنس کر اُبھار آئی

چاروں دشاؤں میں
چھایا ــ اترایا ــ مُسکایا
آیا، شُبھ دن آیا ــــــــــ!

(۲)

آیا، شُبھ دن آیا ــــــــــ!

پھولوں میں جان آئی
تاروں میں شان آئی

مُرجھائی دُنیا میں ــــــــــ اک آن بان آئی

جیون کا پیغام
پھولوں میں لایا
ستاروں میں لایا
آیا، شُبھ دن آیا ــــــــــ!

پریم کھلی پھلواری ہے!

پریم کھلی پھلواری ہے ——!
اس پھلواری کی ساری رُت

دل والوں کو پیاری ہے
پریم کھلی پھلواری ہے ——!
جگ کی ٹھوکر کھا کر راہی
اس میں دل بہلاتے ہیں
ان ہنس مُکھ پھولوں کے نیچے
ہنستے ہیں، مُسکاتے ہیں

اس کی ہر رُت نیاری ہے
پریم کھلی پھلواری ہے ——!
پھول کھلیں گے مُرجھائینگے
اور پھر کلیاں پھوٹیں گی
پھلواری کی نازک سکھیاں
پریم سے کیسے چھوٹیں گی!

دُنیا پریم کی ماری ہے
پریم کھلی پھلواری ہے ——!

چاند ستارے ناچ رہے ہیں!

(دوگانا بطرزِ ماہیا)

(بچیوں کیلئے!)

الف:۔ چاند ستارے ناچ رہے ہیں!
دیکھو سہیلی! آج گگن پر
کیسے نظارے ناچ رہے ہیں!

ب:۔ ہم تاروں کے پالے ہیں
اک دن جنّت کی بگیا میں
ہم اُڑ کر جانے والے ہیں!

الف:۔ آؤ، ان تاروں کو بلائیں
آج ہی ان کے اُجلے پروں پر
اُڑ کر جنّت گھومنے جائیں!

ب:۔ ان کومل تاروں کے نیچے
ابھی تو ہم تم پیار سے گائیں
ہم ہیں بھولے بھالے نغمے!

چھائی سجن اندھیاری

چھائی سجن! اندھیاری ——— اب آبھی جاؤ!

چندر چکور نہیں

پنچھی کا شور نہیں

چاروں دشاؤں میں آؤ ——— اب چھا بھی جاؤ!

چھائی سجن! اندھیاری ——— میں واری

اب آبھی جاؤ!

سواگت میں کب تک بے چین رہنا

میں نے سجایا ہے اک اک گہنا

رین اندھری ہے ——— ہونے دو بالم!

جگمگ کرے موری ساری ——— اب آبھی جاؤ!

چھائی سجن اندھیاری ——— اب آبھی جاؤ!

ستارے بھی اب جھلملانے لگے!

ستارے بھی اب جھلملانے لگے ——— وہ جیسے کہ پاس آ کے جانے لگے

مبارک! کہ ساقی مری جام ہیں ——— مہ و مہر بھی جگمگانے لگے

گلابی گلابی گھٹائیں اٹھیں ——— خراماں خراماں وہ آنے لگے

وہ تھے جانِ نغمہ جو بربط نواز ——— وہی تارکیوں تھرتھرانے لگے

ابھی دیکھئے غمزدہ ہیں سدھر!

ابھی دیکھئے مسکرانے لگے

جمنا کی لہریں اٹھتی ہیں!

جمنا کی لہریں اٹھتی ہیں
کچھ کہتی، کچھ گاتی ہیں
اور گاتے گاتے سپنوں کی اک دنیا میں کھو جاتی ہیں

کیا جانے کیا کہہ جاتی ہیں آکاش کے ہلکے ہلکے تاروں سے
کیا جانے کیا سن جاتی ہیں اس دنیا کے نظاروں سے
کیا جانے لہروں کی بنسی پر کیسا گیت سناتی ہیں!
جمنا کی لہریں ——————!

شیشے سے بھی نازک لہروں پر کتنی پرچھائیں پڑتی ہے
جب تاج محل کچھ کہتا ہے ممتاز کی صورت ہنستی ہے
گپتا کے حسیں خوابوں سے پرے گھنشام کی بنسی بجاتی ہیں
جمنا کی لہریں ——————!

ہیں ان لہروں پر بھیجو نگی جیون کے ہزاروں خواب ابھی
یہ آنسو، یہ نازک کلیاں، یہ چاندنی، یہ مہتاب ابھی
آشائیں فنا ہو کر بھی جہاں کچھ امرت رس برساتی ہیں
جمنا کی لہریں ——————!

پُجارن! دیپک بُجھتا جائے!

پُجارن! دیپک بجُھتا جائے!

ذرا آہستہ پاؤں اٹھا
نہ اتنا اپنے سے گھبرا

ہوا میں آنچل کیوں لہرائے
پجارن! دیپک بجُھتا جائے!

ترے من میں ہے اک ہیجان
تری آنکھوں میں اک مُسکان

کلی پر بھنورا جیسے گائے
پُجارن ————— !

یہ دیپک آشا کے ہیں پھُول
نہ ہوں یہ کومل پھول ملول

ترا من مندر جلدی آ جائے
پُجارن ————— !

آج تمھیں مسکانا ہوگا!

آج تمھیں مسکانا ہوگا!

کلیو، تارو!
پیارے نظارو!
ہلس کے گگن پر
چھا کے چمن پر

میرے ساتھ اترانا ہوگا
آج تمھیں مسکانا ہوگا!

(۲)

میرا سر دے ڈول رہا ہے
چپکے چپکے چندن دوار کو
جیسے کوئی کھول رہا ہے
میری آشاؤں کی لہروں پر

کومل گیت سنانا ہوگا
آج تمھیں مسکانا ہوگا!

جیون ہنستی ہوئی سی گلابی
ہم تم سب ہیں مست شرابی
جگ کی رنگ رنگیلی رت ہیں

پینا اور پلانا ہوگا
آج تمھیں ——!

مہندی

(پہلی سہیلی)

کفِ نازک پہ رنگ لائی ہوئی مہندی مبارک ہو
یہ خود تم سے بھی شرمائی ہوئی مہندی مبارک ہو
یہاں شمعیں بھی، گلدستے بھی، غبارے بھی، نغمے بھی
مگر محفل پہ یہ چھائی ہوئی مہندی مُبارک ہو

(دوسری سہیلی ۔ ہمجولیوں کے ساتھ)

کہنارو کہنارو ـــــــ پالکی اُٹھاؤ ـــــ پالکی اٹھاؤ
میٹھے گیت سُناؤ
دھیمے دھیمے، ہولے ہولے تم قدم بڑھانا
ٹوٹ نہ جائے ٹوٹ نہ جائے ایک خواب سُہانا
کہنارو کہنارو ـــــــ پالکی اُٹھاؤ ـــــ پالکی اٹھاؤ
میٹھے گیت سُناؤ
اس ڈولے کی سُندر ناری دیکھو چونک نہ جائے
من کی نیّا دھیرے دھیرے ہچکولے سی کھائے
کہنارو کہنارو ـــــــ پالکی اٹھاؤ ـــــ پالکی اٹھاؤ
میٹھے گیت سُناؤ

دُلہن ۔ (نرم اور شرمیلے انداز میں)

سنسار نیا ۔ جیون بھی نیا ـــــــ
یہ نیا را جیون کیسا ہو گا!

سپنوں کا سنورا، کومل شیتل، پیارا جیون کیا ہوگا
سنسار نیا ۔ جیون بھی نیا ——————
یہ نیارا جیون کیا ہوگا

(تیسری سہیلی)

نئی زندگی کی فضائیں مبارک — بہاریں، گھٹائیں، ہوائیں مبارک
ابھی سے کوئی جسمیں کھویا ہوا ہے — وہ خاموش و دلکش ادائیں مبارک
جو جاتی ہو جاؤ دُعا ہے ہماری — ہوں گیتوں بھری یہ فضائیں مبارک

کلیو! مُرجھا مت جانا!

کلیو! مُرجھا مت جانا —!

میرے پریم کی پھلواری میں
آشاؤں کی ہر ڈاری میں

ہنسنا، کھلنا، مُسکانا
کلیو! مُرجھا مت جانا —!

کومل، سُندر ہنس مُکھ صورت
پیارا چھب اور بھولی رنگت

جگ کو ہمیشہ دکھلانا
کلیو! مُرجھا مت جانا —!

پُھلواری ہیں کانٹے بھی ہیں
گرم ہوائیں بھی چلتی ہیں

تم ان سے مت گھبرانا
کلیو! مُرجھا مت جانا —!

ننھے ملاحوں کا کورس

(سب مل کر)

ڈُور ـــــ ڈُور ـــــ

گاؤں نظر وہ آئے ہے!

ہم ننھے ملاحوں کی ـــــ

ٹولی بڑھتی جائے ہے

ڈُور ـــــ ڈُور ـــــ

گاؤں نظر وہ آئے ہے!

نیّا ڈگمگ ڈولے ہے،

ندی کنارے پیارا پنچھی

اپنی لے میں بولے ہے

ڈُور ـــــ ڈُور ـــــ

گاؤں نظر وہ آئے ہے

ہم ننھے ملاحوں کی

ٹولی بڑھتی جائے ہے

دور ـــــ دور ـــــ

(پہلا لڑکا)

جا اے بھولے بھالے پنچھی!

میری بہن "اوشا" سے کہدے
لاتا ہوں سونے کی مچھلی
دُور ــــ دُور ــــ

(دوسرا لڑکا)

جاؤ جاؤ نازک موجو !
لاتا ہوں موتی کی مالا
میرے گاؤں کے دوست سے کہدو
دُور ــــ دُور ــــ

(تیسرا لڑکا)

جاؤ جاؤ نرم ہواؤ !
آتا ہوں ماتا سے کہہ دو
اب نہ مرے کارن گھبراؤ
دُور ــــ دُور ــــ

(سب مل کر)

تیزی سے پتوار چلائیں
جیوں جیوں لہریں اُٹھتی جائیں
ہلکے ہلکے گیت سُنائیں
دُور ــــ دُور ــــ

گاؤں نظر وہ آتے ہے
ہم ننھے ملاحوں کی ــ
ٹولی بڑھتی جاتی ہے !
دور ــــ دور ــــ !

ناچو ناچو!

(کورس)

ناچو ناچو ——— اے کلیو۔ اے تارو!
مبارک نظارو!

ناچو ناچو ——— !
یہ جیون - یہ جیون - یہ جیون ہے گیت
جو ناچے جو گائے اُسی کی ہے جیت
ناچو ناچو ——— اے کلیو۔ اے تارو!
گاؤ ——— مبارک نظارو!
فضاؤں میں بکھرے ہوئے ہیں یہ راگ
"ارے دُکھ کے ڈر سے خوشی کو نہ تیاگ"
ناچو ناچو ———
گاؤ گاؤ ———
"سلام" آج اٹھاتا ہے اپنا ستار
وہ آئی وہ آئی وہ آئی بہار
ناچو ناچو ——— اے کلیو۔ اے تارو!
ناچو گاؤ ——— مبارک نظارو!

مرے باغ کا پنچھی کیا گائے؟

کیا گائے ۔ کیا گائے ۔
مرے باغ کا پنچھی کیا گائے ۔ ؟
آشاؤں کی کونپل مسکائے
کلیوں پر بھنورا اترائے
کوئی کیا سمجھے ——— کوئی کیا جانے
مرے باغ کا پنچھی کیا گائے ۔ ؟

(۲)

لو تان اٹھی ——— پھر تان اٹھی
سُن لو مرے پنچھی کا نالہ
ہے کوئی رو دینے والا
تم کیا سمجھو ——— تم کیا جانو
گیتوں کی لے کیوں چھوٹ گئی
کیوں من کی وینا ٹوٹ گئی
ہاں دیکھو، سمجھو، پہچانو
جب کھِل کے کلی مرجھا جائے!
کوئی کیا سمجھے ——— کوئی کیا جانے
مرے باغ کا پنچھی کیا گائے ؟

کہیں چُھپ کر پپیہا مچائے ہے شور

کہیں چُھپ کر پپیہا مچائے ہے شور — !
مرے ہونٹوں کا رنگ
مرے من کی اُمنگ
مرے پائل کی چھُن مُن سے چھا جائے —— ہاں
لہرا جائے —— ہاں
ابھی بن کر شرابی گھٹا گھنگھور
کہیں چُھپ کر پپیہا مچائے ہے شور

(۲)

میں ہر بار چاہوں — نہ جاؤں اُدھر
میں چل چل کے، لوٹ آؤں — ٹالوں — مگر
بڑا ظالم پپیہا نہ مانے — نہ جانے
مرے دل کا حال — !
یہ بے رحم بادل
یہ پھولوں کے جال !
کوئی دیکھے لتاؤں میں ناچے ہے مور — مجھے چھیڑے ہے مور !
کہیں چُھپ کر پپیہا مچائے ہے مور —— !!

صبح کا تارا دھیرے دھیرے میرا گیت سُنائے

صبح کا تارا دھیرے دھیرے میرا گیت سُنائے
اُوشا کی رانی آئے
کوئی ساری رین کا جاگا ——— سو ہی گیا۔ سو ہی گیا
اب کیوں یہ پاپی اُجیارا ڈس ڈس کر تڑپائے
صبح کا تارا ——————— !

(۲)

سو ہی گیا۔ سو ہی گیا۔
کوئی ساری رین کا جاگا ——— سو ہی گیا
پچھلے پہر کا ڈوبتا سُپنا
ٹوٹ گیا تھا ——— آیا۔ آیا۔ آیا!
بن کر اک بے درد اُجیارا — چھایا چھایا چھایا
اب کیوں روپ دکھائے
کیوں یہ کلی مسکائے
صبح کا تارا دھیرے دھیرے میرا گیت سُنائے!!

آشا کے ہار نہ ٹوٹیں!

ہار نہ ٹوٹیں۔
آشا کے ہار نہ ٹوٹیں ——— یہ ہیں تیرے حوالے
نہیں پُوجا کے پھولوں کی تھال
کوئی مندر سے دے نہ نکال
مرے آنسوؤں کو اے بھگوان۔ بھلا کون سنبھالے
آشا کے ہار نہ ٹوٹیں ——— یہ ہیں تیرے حوالے

(۲)

ترے مندر میں چمکیں چراغ
مرے ہردے میں تڑپے ہیں داغ
تری جوالائیں بھی ہیں اُداس
مرے سُپنے ——— یہی بھگوان! جو ہیں میرے شوالے
مرے سُپنوں بھرے، یہی پیارے شوالے
— آشا کے ہار نہ ٹوٹیں یہ ہیں تیرے حوالے
یہ ہیں تیرے حوالے ——— !

(۳)

میں ہوں مجبور، خانہ خراب
کہاں چرنوں تک آنیکی تاب
مری مالا نہ کیوں بھگوان! تجھے آنکھوں سے لگالے
آشا کے ہار نہ ٹوٹیں ——— یہ ہیں تیرے حوالے!

دھیمے دھیمے اے ری دیوانی

(ناچ)

دھیمے دھیمے اے ری دیوانی ——— !
بولے پائل برسے غم ——— چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم!
پاؤں میں اک پیتل کی پائل
گاؤں کی بھولی دُنیا گھائل
مانو اک سونے کا ہار
دیوانی کا اُجڑا پیار
دھیمے دھیمے اے ری دیوانی ——— !
بولے پائل ، برسے غم ——— چھم چھم چھم ——— !!
ناچے اُنگلی ان تاروں پر
ایسے جیسے انگاروں پر
آنسو کا ہلکا ناچ
اور اس میں جیون کی آنچ
دھیمے دھیمے اے ری دیوانی ——— !
بولے پائل برسے غم ——— چھم چھم چھم ——— !!!

گیتوں کے ہروا گوندھونگی!

گیتوں کے ہروا گوندھوں گی!
ہاں سُندر، کومل گیتوں کے!
کچھ نازک کلیاں لاؤں گی
اور ان تاروں کو بلاؤں گی
اُوشا کے گلابی ڈورے ہیں
آشا کے پھول پروؤں گی
گیتوں کے ہروا گوندھوں گی!
ہاں سُندر، کومل گیتوں کے!
سُنتی ہوں ساجن آتے ہیں
جذبات مرے تھرّاتے ہیں
اِن پریم کی نازک لہروں پر
میں اپنی نیّا چھوڑ دوں گی
گیتوں کے ہروا گوندھوں گی!
ہاں سُندر، کومل گیتوں کے!

ان نینوں میں کا ہے کو نیر!

ان نینوں میں کا ہے کو نیر!
کومل سندر پھول کنول کے آج ہوئے کیوں ادھیر
جھرنوں سے کلیاں پھوٹ رہی ہیں
تاروں سے کرنیں ٹوٹ رہی ہیں
گاتی ہے انسوؤں کی وینا پر کومل ہردے کی پیر!
ان نینوں میں کا ہے کو نیر!

(۲)

پریم کی اُوشا پھول رہی ہے
ڈالی ڈالی جھول رہی ہے
جیسے آگ کی پھُلواری میں چلتی ہے من کی سمیر
ان نینوں میں کا ہے کو نیر!

(۳)

دُکھ کے نیر بہانا کیسا!
پریم کئے پچھتانا کیسا!
یہ آنسو ہیں پھول اور تارے
یہ اک دن چمکیں گے لیکن — پہلے تو رکھ لے دھیر
ان نینوں میں کا ہے کو نیر!
کومل سُندر پھول کنول کے آج ہوئے کیوں ادھیر؟

اک گیت ہمالے نے گایا!

(بچّوں کیلئے دوگانا)

(لڑکے) اک گیت ہمالہ نے گایا — گایا
اک گیت ————— !
گنگا کی لہروں سے لیکر
تاروں نے جس کو پھیلایا
گایا — اک گیت ہمالہ نے گایا!

(لڑکیاں) وہ کونسا پیارا گانا تھا
اس کو ہم سے چھین کے — اُن،
تاروں کو نہیں اُڑجانا تھا
کیوں میرا گانا چھین لیا
کیوں مدھر ترانا چھین لیا
وہ کونسا پیارا گانا تھا ———؟

(لڑکے) دیوتاؤں کے ماتھے کا تارا
ٹوٹ گیا — ٹوٹ گیا
مل کر کوئی گیان کا ساتھی
چھوٹ گیا — چھوٹ گیا
اس تارے کی کومل سُر سے
پھوٹی میٹھی گیتوں کی دھارا — دیوتاؤں کے ماتھے کا تارا!
اک گیت ہمالہ نے گایا — !

(لڑکیاں) بھارت کے دیوتاؤں کے گانے
گاؤں گی۔
اتراؤں گی
ان گانوں سے زندہ ہیں اب تک
اپنے بھارت کے وہ گیانی
اپنی بھولی رام کہانی
دُور —— دُور!
اس مورکھ سنسار کو
پریم کے گیت سُناؤں گی
اس دیوانی دُنیا کو
سُناؤنگی —— سُناؤنگی!
بھارت کے دیوتاؤں کے گانے
"اک گیت ہمالہ نے گایا!!"

پھول کھلنے لگے مسکرانے لگے

پھول کھلنے لگے مسکرانے لگے
پھر چمن کے وہ دن یاد آنے لگے
پھر غموں نے سُہانی غزل چھیڑ دی
تارِ بربط کے پھر تھرتھرانے لگے
پھر وہی مرمریں خواب اکثر مجھے
چاندنی رات میں یاد آنے لگے
پھر سلامؔ اپنی ہر تازہ تخئیل پر
گنگنانے لگے مسکرانے لگے

میں باغ کی نازک تتلی ہوں

میں باغ کی نازک تتلی ہوں —
رنگیں ہوں۔ شوخ ہوں۔ چنچل ہوں
میں باغ کی ——————!
جب پھول چمن میں مہکے
اک مست جوانی بہکے
آنکھوں سے کبھی ——————— ہونٹوں سے کبھی
مدرا جیون کی چھلکے
رہ رہ کے جو خود ہی ڈھلکے
وہ مست۔ شرابی۔ آنچل ہوں
میں باغ کی نازک تتلی ہوں — رنگیں ہوں۔ شوخ ہوں چنچل ہوں
میں کلی کلی اُڑ جاؤں
ہاں ناچوں اور گاؤں
پائل سے کبھی — گیتوں سے کبھی
میں امرت رس برساؤں
جو گھر گھر کر رُک جائے ——!
تڑپائے
ترسائے
وہ مست شرابی بادل ہوں
میں باغ کی نازک تتلی ہوں
رنگیں ہوں۔ شوخ ہوں چنچل ہوں

پُجاری! پھر گانا وہ گیت!

پُجاری! پھر گانا وہ گیت ——— !
جاگ اٹھی ہے پھر سے جیسے
میرے من میں پر بیت !

پُجاری ——————— !
تیری پُوجا کے گانوں کی اتنی میٹھی تان
مجھکو پریتم درشن دیں
تجھکو تیرا بھگوان
اپنی اپنی ریت
پُجاری! پھر گانا وہ گیت!
ایسی بیاکُل تان پُجاری! ایسا میٹھا راگ
کہتی ہے جل جل کر تیرے من مندر کی آگ
ہار ہے من کی جیت
پُجاری پھر گانا وہ گیت!

جھول رہی ہوں جھول رہی ہوں

جھول رہی ہوں جھول رہی ہوں !
ساون میں جھولا جھول رہی ہوں ——— !
اپنے سوپن کی پھلواری میں
بن کے چمپلی، جوہی، نرگس
پھول رہی ہوں پھول رہی ہوں
جھول رہی ہوں ——ساون میں جھولا جھول رہی ہوں

(۲)

رم جھم رم جھم مینھا برسے
پیا ملن کو جیا مورا ترسے
گاؤں گی ——————— اس پیاری رُت میں
ناچوں گی ——————— اس نیاری رُت میں
پت جھڑ میں ترشول رہی ہوں
اب تو سوپن کی پھلواری میں
پھول رہی ہوں
جھول رہی ہوں
ساون میں جھولا جھول رہی ہوں !

چھیڑ دیا جیون وینا نے!

چھیڑ دیا جیون وینا نے ـــــــــ
آج اک ایسا راگ
ان کلیوں پر
ان پھولوں پر ـــــــ ناچ رہی ہے آگ
چھیڑ دیا جیون وینا نے
پریم کی دیوی چھم چھم کرتی
من مندر میں آئی
میرے جیون کی پھلواری
کھلی، ہنسی، مُسکائی
چھایا چاروں اور سہاگ ـــــــ!
چھیڑ دیا جیون وینا نے
آج ایسا اک راگ!

ذرا چھیڑ وہ گیت پُرانا

ذرا چھیڑ وہ گیت پُرانا
وہ جس کا بیت گیا زمانا ——— !

مرا مغرور، شرابی سپنا
وہی کچھ تیز گلابی سپنا

تھا جب جیون رنگین افسانا
ذرا چھیڑ ——— !

مجھے اس گیت کی یاد ستائے
کہ سنوں تو ہر دے گائے

بھلا یہ کیا آنسو بہہ جانا
ذرا چھیڑ وہ گیت پُرانا ——— !

ستارے پسِ کہکشاں اور بھی ہیں

ستارے پسِ کہکشاں اور بھی ہیں
ہماری ہی پرچھائیاں اور بھی ہیں

جنہیں میرے نغمے، غموں کے علاوہ
مری زندگی کے نشاں اور بھی ہیں

سُنا ہے مری شاعری کے علاوہ
انھیں کچھ غلط فہمیاں اور بھی ہیں

ستم ہے مرے دورِ رنگیں سے آگے
زمانے ترے اے خزاں اور بھی ہیں

مُسافر! منزل تیری دُور!

مُسافر! منزل تیری دُور
ابھی کیوں ہوتا ہے مغرور — !
درختوں کے پیچھے اک دیپ
کبھی لہرائے ——— کبھی چُھپ جائے
یہی جیون دیپک بتلائے
مُسافر! منزل تیری دور
ابھی کیوں ہوتا ہے مغرور — !

(۲)
سویرا اوشا کے کچھ پھول
بکھیرے چرنوں پر ہر بار
پہنائے پھولوں کا اک ہار
یہی غنچے ——— یہی کانٹے
ذرا ان پھولوں سے ہُشیار
مُسافر! منزل تیری دُور
ابھی کیوں ہوتا ہے مغرور

(۳)
ملے جب تک بھی کوئی راہ
جہاں تک پہنچے تیری نگاہ
چلا چل مل جائے گی چھاؤں
ابھی مت روک اے راہی! پاؤں
مُسافر! منزل تیری دُور
ابھی کیوں ہوتا ہے مغرور — !

کوئی توڑے نہ سپنوں کا ہار

کوئی توڑے نہ سپنوں کا ہار
مری آنکھوں میں چھائی بہار ——!
کوئی پائل کی چھن من میں آئے
مجھے اک گیت گا کر سنائے
کبھی ناچیں کبھی مسکرائیں
مرے ہردے کی بینا کے تار
کوئی توڑے نہ سپنوں کا ہار ——!

(۲)

مری آشا کی ساری کلی
ہے شرابی پری
زندگی میں ڈھلی
کوئی دیکھے تو میرے چمن کا نکھار
مری آنکھوں میں چھائی بہار
کوئی توڑے نہ سپنوں کا ہار ——!

کوئل

کُو ———— کُو!!

مری میٹھی ہے تان
مرے گیتوں میں جان
مرے ہونٹوں کی وینا سے برسے بہار

کُو ———— کُو!!

جیسے برہا ستائے
مجھے آکر منائے
مرے گیسو سنوارے
مجھے "کوئل" پکارے
مری آواز میں "سا۔رے۔گا۔ما" کے تار

کُو ———— کُو!!

ہیں توبہ شکن آج یہ مخمور فضائیں

ہیں توبہ شکن آج یہ مخمور فضائیں
آ ساقیٔ رنگیں تجھے اک گیت سنائیں

ویرانۂ ماضی سے صدا آتی ہو اب بھی
اے دل تری ٹھوکر میں ہیں دنیا کی فضائیں

اک نغمۂ بیتاب ہو اک رقصِ شرربار
گزرے ہوئے لمحات چلو بھول بھی جائیں

آنکھوں کی تڑپ ہے کہ چمکتی ہوئی بجلی
زلفوں کی سیاہی ہے کہ گھنگھور گھٹائیں

اٹھا ہے سلامؔ آج وہی ابر فسوں بار
اک تازہ غزل آؤ ذرا جھوم کے گائیں

پپیہا

پی ——— پی !!

مری آواز پائل کی چھن چھن سے دور
کسی بیکل جوانی کو بخشے سرور

بھلا سُن کر یہ گانا بھر آئے نہ جی
پی ——— پی !!

مری آواز تاروں کے گھنگرو کی لے
مرا نغمہ ہے پھولوں کی خوشبو کی لے
میں ہوں اک جامِ مے!

پی ——— پی !!

ہے پپیہا مرا نام
ہوتی ہے شام
مجھے تجھ سے ہے کام
ذرا میں بھی سُنوں
کہ میں خود ہی کہوں
ترے من کی پکار
ارے آئی بہار

پی ——— پی !!

دُھوپ چھاؤں

(کورس)

دھوپ چھاؤں ۔ دھوپ چھاؤں
زندگی ہے دھوپ چھا ؤ ں ——— !

ان درختوں سے پرے
راستے ہیں دُکھ بھرے
تھک نہ جائیں تیرے پاؤں
دھوپ چھاؤں ——— !

ہاں قدم بڑھائے جا
آفتوں میں گائے جا
چاند تاروں کی طرح
جو ہیں آنیوالے
اُن حسیں نظاروں کی طرح
تو زمین و آسمان پر خود ہی جگمگائے جا!
دیکھ آرہا ہے گاؤں
دھوپ چھاؤں دھوپ چھاؤں
زندگی ہے دھوپ چھاؤں ——— !

مایا کے سب کھیل

مایا کے سب کھیل رے ساتھی!
مایا کے سب کھیل ـــــ!

سُکھ کے دن یا دُکھ کی راتیں
سمجھے کون کسی کی باتیں

اپنے آپ یہ جھیل
رے ساتھی ـــــ! مایا کے سب کھیل

(۲)

لہریں سمندر سے ملتی ہیں
کلیاں شبنم سے کھلتی ہیں

تیری آشاؤں کا خوشی سے
ہو جائے گا میل
رے ساتھی ـــــ! مایا کے سب کھیل

(۳)

بسنت رُت مل کر لوٹیں گے
کمسن کونپل خود پھوٹیں گے

ابھی تو جیون کی ڈالی پر
چڑھی ہوئی ہے بیل
رے ساتھی ـــــ! مایا کے سب کھیل!!

ایک کورس

الف:۔ پجاریو! سجاؤ

مندروں میں چاند اور تارے جگمگاؤ

گاؤ

زندگی کے گیت گا کے اک جہاں پہ چھاؤ!

پجاریو! سجاؤ

مندروں میں چاند اور تارے جگمگاؤ!

ب:۔ کنواریو! گھر آؤ

آسماں کے پھولوں سے خود اپنے کو سجاؤ

ناچو اور گاؤ

جگمگا کے ایک دھنک کی طرح دل لبھاؤ!

کنواریو! گھر آؤ!

اندھیرا اندھیرا

اندھیرا اندھیرا۔ چاروں اور اندھیرا

کس بادل نے جگ کی ساری آشاؤں کو گھیرا

اندھیرا اندھیرا ———— !

تشیل تارے کس نے توڑے

چاند کی دیوی کے آنچل کو کس پاپی نے چھپ کر موڑے

کس نے بجھا کر دیپ گگن کا ڈالا غم کا ڈیرا؟

اندھیرا اندھیرا ——— چاروں اور اندھیرا

چرواہے

(کورس)

گاؤں ــــــــ گاؤں!

سورج ڈوبا جاتا ہے
چاروں طرف سناٹا ہے

گاؤں ــــــــ گاؤں!

آشا ہے ان چوپایوں کی
ان بھیڑوں کی، ان گایوں کی

گاؤں ــــــــ گاؤں!

دن بھر کا آوارہ جیون
کب سکھ پائیگا اے بھگون

گاؤں ــــــــ گاؤں!

اُٹھانا، آج سکھی! یہ ستار!

اُٹھانا۔ اٹھانا
آج سکھی! یہ ستار
اٹھانا ——!

مرے ہوتے ہوا کی یہ شان
ارے توبہ گھٹا کا گمان

بڑا پھولا ہے ہارسنگھار
اُٹھانا، آج سکھی! یہ ستار

میں سُناؤں گی آج وہ گیت
کہ ملے من کو ہار یا جیت

بڑی آئی بسنت بہار
اٹھانا، آج سکھی! یہ ستار

کہو کلیوں سے آئی ہے رات
کہو تاروں سے مانیں گے مات

ابھی کرتی ہوں میں بھی سنگار
اٹھانا، آج سکھی! یہ ستار
اٹھانا ——!

کمسن کلیاں چنچل تارے

کمسن کلیاں - چنچل تارے -
مہک رہی ہیں - چمک رہے ہیں
میری پریم بھری دُنیا ہیں

کومل سُندرتا کے سہارے
کمسن کلیاں چنچل تارے

(۲)

ان کلیوں کی شیتلتا ہیں
ان تارونکی چنچلتا ہیں

مچل رہے ہیں - نکل رہے ہیں
کتنے نوجیون جھرنوں کے

ہلکے ہلکے ٹھنڈے دھارے
کمسن کلیاں - چنچل تارے

(۳)

آشا جھولا جھول رہی ہے
جیون ڈالی پھول رہی ہے
آؤ ان کو امر کر جاؤ -
راہ تمھاری دیکھ رہے ہیں

کتنے پریم بھرے نظّارے
کمسن کلیاں چنچل تارے

سکھی رین گذرتی جائے!

(۱)

سکھی! رین گذرتی جائے
رین گذرتی جائے ــــــ وہ آتے ہوں گے
وہ آتے ہوں گے
ڈھلتے تاروں کی جھلمل میں گاتے ہوں گے
مُسکاتے ہونگے
سکھی ری رین گذرتی جائے وہ آتے ہوں گے

(۲)

سکھی! رین ٹھہرتی جائے
رین ٹھہرتی جائے ــــــ وہ آتے ہوں گے
وہ آتے ہوں گے
مست پُروا کی جھونکوں سے ٹکراتے ہوں گے
اتراتے ہوں گے
سکھی ری رین ٹھہرتی جائے ــــــ وہ آتے ہوں گے

(۳)

سکھی! رین سنورتی جائے
سنورتی جائے وہ آتے ہوں گے
وہ آتے ہوں گے
مری پائل کی رن جھن پر گاتے ہوں گے

مری نینوں کی ندرا چھلکاتے ہوں گے
کچھ گاتے ہوں گے
مسکاتے ہوں گے
وہ آتے ہوں گے
سکھی رین گذرتی جائے وہ آتے ہوں گے

مچھواہوں کا کورس

(۱)

ہم مچھوا ہے ، ہم مچھوا ہے
ڈالے ندیا بیں جال
جیون کی آشا نراشا سی کھیلیں
یہی ہمارو حال ــــــ !

(۲)

چھوٹی بڑی مچھلی اِت اُت آئے
ہم مچھواہوں کا جیا للچائے
لاکھوں خوشی کے سوال !
ہم مچھوا ہے ، ہم مچھوا ہے
ڈالے ندیا بیں جال

جیون کی آشا نراشا سی کھیلیں
یہی ہمارو حال ——!

(۳)

سورج کی کرنیں جب مسکائیں
پانی کی لہریں ناچیں گائیں
اپنی یہی ہے مثال!
ہم مچھوا ہے ——

(۴)

ندی کنارے پائل بولے
من ساگر کی نیتا ڈولے
جیسے کنواری کی چال!

ہم مچھوا ہے، ہم مچھوا ہے
ڈالے ندیا میں جال
جیون کی آشا نراشا سی کھیلیں
یہی ہمارو حال ——!

دوگانا

الف :۔ دیکھو دیکھو کانپ رہے ہیں اس وینا کے تار

ب :۔ سنبھلو سنبھلو یہ ہے میرے نازک دل کی پُکار

الف :۔ دھرتی پر برکھا کی دیوی رم جھم رم جھم گائے
پُھلواری میں بھنورے ناچیں اور کلی مُسکائے
ایسے میں مٹنے نہ پائے پریمی من کی بہار
دیکھو دیکھو کانپ رہے ہیں ــــــــــــــــ !

ب :۔ کلیوں کے یہ ہنس مُکھ چہرے پھولوں کے یہ گیت
وہ میٹھے سُپنے کیا جانیں جو کرتے ہیں پریت
یہ کلیاں یہ نازک تارے آنسو کے ہیں ہار
سنبھلو سنبھلو ــــــــــــــــ !

الف :۔ سُپنوں ہی کو جیون سمجھیں سُپنوں ہی میں کھو جائیں
کاغذ کے رنگین نظاروں ہی سے دل بہلائیں
کب سُکھ سے رہنے دیتا ہے پاپی سنسار
دیکھو دیکھو ــــــــــــــــ !

ب :۔ اس پاپی سنسار کے سُپنے بھی ہیں غم کے راگ
تم دنیا میں سُپنے ڈھونڈو یہ برسائے آگ
پریم کی دُنیا ہی جب غمگیں ہو تو کیسا پیار
سنبھلو سنبھلو ــــــــــــــــ !

پھولوں سے بھرا دامن

پھولوں سے بھرا دامن
کانٹوں سے نہ بھر جائے
اشکوں سے نہ بھر جائے
یوں ناز دکھاتا کیا
توڑے ہوئے پھولوں پر

(۲)

ہر باغ میں ملتے ہیں
ہر صبح کو کھلتے ہیں
ہر شام کو مرتے ہیں
شبنم سے سنورتے ہیں
شبنم سے بھری کلیاں آنسو ہی بنیں گی پھر
پھولوں سے بھرا دامن ——————— !

(۳)

توڑے ہوئے پھولوں کے پودوں سے ذرا پوچھو
ان پھولوں کی مرجھائی پنکھڑیوں کو تو دیکھو
یہ تم کو بتائیں گی
اک گیت سنائینگی
اس گیت کی بجلی سے یہ باغ نہ کانپ اٹھیں
سرکار نہ ہانپ اٹھیں
پھولوں سے بھرا دامن ——————— !

چھوٹا سا سنسار ہمارا

چھوٹا سا سنسار ہمارا بھولا بھالا، پیارا
چھوٹی سی من کی پھلواری
چھوٹے چھوٹے پھول!
آس آس بھری ساون میں
پریم کا جھولا جھول !
چھوٹا سا سنسار ہمارا بھولا بھالا، پیارا

(۲)

میں کیا جانوں چاند ستارے
اک دن کُھلا جاتے ہیں
باغ کے پیارے پیارے نظارے
اک دن مُرجھا جاتے ہیں
چھوٹا سا سنسار ہمارا بھولا بھالا، پیارا

(۳)

پیار بھری دُنیا کو اپنی
پیارے گیت سُنائیں گے
کمسن، بھولے بھالے نغمے
میٹھی لے میں گائیں گے
چھوٹا سا سنسار ہمارا بھولا بھالا، پیارا

نیا سال آیا!

نیا سال آیا۔
نئی صبح آئی۔ نئی رات آئی
مبارک نظاروں پر
پھول اور تاروں پر

پھر جھلملائی
نئی زندگی کی کرن مُسکرائی
نیا سال آیا۔
نئی صبح آئی۔ نئی رات آئی

(۲)

نیا سال آیا۔
مبارک ہوں یہ زندگی کی بہاریں
سحر کی نئی دلکشی کی بہاریں
مبارک کہ دُنیا نے انگڑائی لے لی
تغیّر نے ہاتھوں میں شہنائی لے لی
یہ گیتیں یہ نغمے
یہ رنگین سپنے
مبارک مبارک
نیا سال آیا۔
نئی صبح آئی۔ نئی رات آئی
نئی زندگی کی کرن مُسکرائی

جیون آشا ناچ رہی ہے!

ناچ رہی ہے ۔ ناچ رہی ہے ۔ جیون آشا ناچ رہی ہے

رین کی مدھ ماتی کلیوں پر اوشا کی رانی پھول رہی ہے
پریم کی سُندر پھلواری کی ڈالی ڈالی جھول رہی ہے

ناچ رہی ہے ———— !

(۲)

باغ میں کوئل بول رہی ہے من کی نیّا ڈول رہی ہے
کرشن کے چندن دوار کو رادھا چپکے چپکے کھول رہی ہے

ناچ رہی ہے ———— !

اِت اُت بھنورے آئیں جائیں ڈالی ڈالی پنچھی گائیں
سورج کی کرنیں بھی مسکائیں
میرے پریم کی پھلواری ہے
مانو اک سنسار کی بگیا
اس بگیا کی کلی کلی پر
ناچ رہی ہے ۔ ناچ رہی ہے ۔
جیون آشا ناچ رہی ہے!

لو ہاتھوں میں پیمانہ لو!

لو ہاتھوں میں پیمانہ لو ——

اک بار تو کیا سو بار پیو
پازیب کی ہے جھنکار پیو
وہ ساقیٔ رنگیں آتا ہے
ناگن کی طرح بل کھاتا ہے

لو ہاتھوں میں پیمانہ لو ——

جیون کے دکھوں کو دھو ڈالو
ہاں اے جیون کے متوالو

لو ہاتھوں میں پیمانہ لو ——

آکاش کے تارے جھوم اٹھیں
دنیا کے نظارے جھوم اٹھیں
اک بار تو کیا سو بار پیو
پازیب کی ہے جھنکار پیو
جیون کے دکھوں کو دھو ڈالو
ہاں اے جیون کے متوالو!

لو ہاتھوں میں پیمانہ لو ——

ملاحو! تم کیا گاتے ہو

ملاحو! تم کیا گاتے ہو دریا کے اُس پار — !
شام کی یہ مخمور فضائیں
گاتی ہیں چاروں اُور ہوائیں ——— لہروں کی
ملاحو ——— !

ان گانوں کے بھولے پن پر
آشاؤں کے اس جیون پر ——— ناچ رہی ہے بہار
ملاحو ——— !

پریم کے طوفانوں کے یہ دن
میں بھی کچھ گاؤں تو لیکن ——— ناؤ پڑی منجدھار
ملاحو ——— !

دیکھو دیکھو سنبھل کے گانا
طوفانوں سے مت ٹکرانا ——— ظالم ہے سنسار
ملاحو ——— !

ملاحو! تم کیا گاتے ہو دریا کے اس پار ——— !

ندی کنارے پھلواری ہیں!

ندی کنارے پھلواری میں اک ناگن لہرائے ——— ہاں
جیا مورا تھرّائے
ہائے!
چھن من چھن من پائل باجے میں سمجھوں وہ آئے ——— ہاں
آنچل اُڑتا جائے
ہائے!

ندی کنارے ——————— !
پُروا کی شیتل لہروں کی ندی بہتی جائے ——— ہاں
کرشن کی بنسی بجائے
ہائے!
بولے کوئل کُو کُو ـ کلی کلی مُسکائے ——— ہاں
امرت رس برسائے
ہائے!

ندی کنارے ——————— !
رم جھم رم جھم میگھا برسے کوئی بھیگا جائے ——— ہاں
بادل سے گھبرائے
ہائے!
مندر کے پٹ کھول پُجاری صبح کی دیوی آئے ——— ہاں
اپنے سے شرمائے
ہائے!

ندی کنارے ——————————— !

کورس

(بچّوں کیلئے)

ابھی زندگی کا سویرا ہوا ہے ——— چلا چل!
ابھی ہاں ابھی ختم اندھیرا ہوا ہے ——— چلا چل!
سنبھلنا ذرا، پاؤں تھرّا نہ جائیں
یہ نازک سے دل
دُور ہے جبکہ منزل
کہیں ناامیدی میں مُرجھا نہ جائیں!
ابھی زندگی کا سویرا ہے ——— چلا چل!

(۲)

ترے سامنے اک زمانہ پڑا ہے
قفس ہی میں اک آشیانہ پڑا ہے
قفس تیری منزل نہیں اے مُسافر!
ادھر تیری محفل نہیں اے مُسافر!
چمن کی طرف
ان بہاروں کی جانب
انھیں مُسکراتے نظاروں کی جانب
چلا چل!
ابھی زندگی کا سویرا ہے ——— چلا چل!

میری وینا کی جھنکار!

میری وینا کی جھنکار ——— !
دن بیتے — گونجی تھی مری وینا کی جھنکار!
آج اکیلے — سُونے پڑے ہیں ٹوٹے ہوئے سب تار!
دن بیتے ——— !

(۲)

دن بیتے —
ہاں چھوٹ گئے
گیتوں کے سُر پا پاکر
ٹوٹ گئے — ہاں ٹوٹ گئے
یہ تار ہزاروں بار!
دن بیتے ——— !

(۳)

بولے کوئلیا کُو کُو
دُور کہیں یہ پیہو پیہو
جاگ، اُٹھو اے سوئے سُپنو
ٹوٹی ہوئی وینا کے تار و
آئی ہے پھر سے بہار
دن بیتے
دن بیتے — گونجی تھی میری وینا کی جھنکار!

کہیں اُلجھے نہ کانٹوں سے!

کہیں اُلجھے نہ کانٹوں سے آنچل سکھی!
کہیں اُلجھے نہ ——————!
نہیں رُکتی ہوا
دیکھو۔ ٹھیرو ذرا
ابھی اُٹھنے ہی والے ہیں بادل سکھی!
کہیں اُلجھے نہ کانٹوں سے آنچل سکھی
ترے سپنوں کی بگیا میں آئی بہار
کوئی دیکھے نکھار۔
انھیں پھولوں سے دُور
کہیں مستی سے چُور
کرے کوئل پکار
ترے سپنوں کی بگیا میں آئی بہار!
کہیں اُلجھے نہ ——————!
ذرا پھولوں سے یوں ناز کرتی نہ چل
آسمانوں پہ یوں پاؤں دھرتی نہ چل
یہیں غم کے ستائے پپیہے بھی ہیں
انھیں پھولوں کے دامن میں کانٹے بھی ہیں
کہیں اُلجھے نہ —————— ہاں
کہیں اُلجھے نہ کانٹوں سے آنچل سکھی!

بیدرد بدریا کیوں آئی ۔؟

کیوں آئی
بیدرد بدریا کیوں آئی ———— اکیلے کیوں آئی ؟
مرے پریتم کا لاتی سندیس
مدھر پائل سے اپنی لگاتی نہ ٹھیس
بھلا پریتم سے دُور
کہاں من میں سرور ؟
کیوں آئی
بیدرد بدریا کیوں آئی ۔ اکیلے کیوں آئی ؟

(۲)

کہیں بنسی پہ گھنشیام لیتے ہیں تان
تجھے میری قسم
ارے ، دیکھے نہ غم
مری نیلی چُندریا کی یہ آن بان
کہیں بنسی پہ گھنشیام لیتے ہیں تان
کیوں آئی
بیدرد بدریا کیوں آئی — اکیلے کیوں آئی ؟

(۳)

لوٹ جا ———— لوٹ !
ذرا ان کو بُلا

اپنے نیلے پر دل پر اٹھیں لیکے آ

پھر برس ــ ہاں برس پھر چھما چھم چھما چھم چھما چھم

تجھے میری قسم!

کیلئے کیوں آئی

بیدرد بدریا کیوں آئی ــــــــ!

چلیں گے اوشا کے اس پار

چلیں گے اوشا کے اس پار

وہاں من کے مُرجھائے پھول
خدا یوں کر لیتا ہے قبول

اہا ہا تاروں کی بہار
لیئے ہیں پھولوں نے اوتار
چلیں گے ــــــــ!

ہوائیں آئیں نہ کوئل گائیں
دھوئیں سے بادل چھاتے جائیں

یہی پہیلی ہے من کی پکار
بڑا زہریلا ہے سنسار
چلیں گے ــــــــ!

ہمیں تم ہونگے چاروں اُور
محبّت کی گھٹ گھنگھور

پھلیں پھولینگے اپنے پیار
چلیں گے ــــــــ!

چھن من چھن من۔ رم جھم۔ جھن!

(ناچ)

چھن من چھن من۔ رم جھم۔ جھن

چھم چھنا چھن ——— پھولوں کا ہار

کردوں نثار

آئی بہار —— پھولا چمن ——————— !

چھن من۔ چھن من۔ رم جھم۔ جھن

چھم۔ چھنا۔ چھن ——— دیوتا کے چرنوں میں

پوجا کے پھول

پھولوں کی ڈال پر

جھول من جھول

جھول مرے من ———————

ناچ مرے من ———————

چھن من۔ چھن من۔ رم جھم۔ جھن

چھم۔ چھنا۔ چھن ——— ذرا لے لو ستار

میں سناؤں ملہار

کہیں پنچھی کا شور

کہیں ناچے ہے مور

مرے دیوتا کی مدھ بن میں

"پارو" کی جیون میں

آئی پھبن

ہاں آئی پھبن ——— !

چھن من ۔ چھن من ۔ رم جھم ۔ جھن

چھم ۔ چھنا ۔ چھن ! ——— !

جاتے ہیں ۔ ہم 'پکنک' پر جاتے ہیں !

جاتے ہیں ——— ہم پکنک پر جاتے ہیں

(۱)

شام گلابی جاڑے کی

نرم ہواؤں کی لوری

اور فضا شرمائی سی

ایسے میں ہم گاتے ہیں

جاتے ہیں ——— ہم پکنک پر جاتے ہیں

(۲)

جھاڑی ۔ دریا اور جنگل

شام لگاتی ہے کاجل

چل اے ساتھی ! جلدی چل

رات کے بادل چھاتے ہیں

جاتے ہیں ——— ہم پکنک پر جاتے ہیں

میں نے اک سپنا دیکھا ہے!

میں نے اک سپنا دیکھا ہے ——— !
جیسے کوئی آتا ہے
تاروں کی کومل کرنوں پر
ہلکا ساز بجاتا ہے
چپکے چپکے گاتا ہے
میں نے اک سپنا دیکھا ہے ——— !
جیسے پائل کی آوازیں
چھم چھم شور مچاتی ہیں
آپس میں ٹکراتی ہیں
مدھ پیالہ برساتی ہیں
میں نے اک سپنا دیکھا ہے ——— !
جیسے اک سپنوں کی ڈولی
جگمگ جگمگ جوت جگا کر
آشا پھلواری مہکا کر
لوٹ گئی مندر میں آکر

گائے جا!

گائے جا مدھر مدھر۔ دھیرے دھیرے جیون کا گیت
گائے جا ——————— !

نا چیں گے۔ ٹوٹیں گے وینا کے تار
آئے گی۔ جائے گی۔ کومل بہار
یہی ہے آشا نراشا کی ریت ۔ !
گائے جا ——————— !

ترے گیت میں چندر ما کا سہاگ
ترے گیت میں ان ستاروں کا راگ
یونہی چھیڑتا جا یہ جیون سنگیت !
گائے جا ——————— !

نہ ٹوٹے۔ نہ ٹوٹے یہ جیون کی آس
زمانے سے ساتھی! نہ ہونا اُداس
جو دُکھ میں بھی گائے اُسی کی ہے جیت !
گائے جا ——————— !

کبھی سوچا بھی ہے بھگوان!

بھگوان ۔ بھگوان
کبھی سوچا بھی ہے بھگوان ——؟
تری پُوجا ہیں کیا کرتے ہیں
کیوں رہتے ہیں
یہ انسان ——— ؟
کبھی سوچا بھی ہے ———؟

(۲)

انھیں سُندر پھولوں سے دُور
جنھیں تو کرتا ہے منظور
نہ جانے کتنے غم کے راگ
نہ جانے کتنی ٹھنڈی آگ
۔ کبھی دیکھی بھی ہے بھگوان
ہمارے جیون کی مُسکان !
کبھی سوچا بھی ہے بھگوان ——؟

(۳)

تری دیپک پُھلواری گائے
تری مورت جیوتی لہرائے
اسی مندر سے تھوڑی دُور
نہ جانے کتنے غم سے دُور

پڑے ہیں سُندر سُندر پھول
انھیں کیوں چھوڑ۔ انھیں کیوں بھول
ہیں یہ بھی انسانوں کے پران
کبھی سوچا بھی ہے بھگوان ——— ؟

"بن باس" کا گیت

آؤ آؤ "اجودھیا" کے راجکمار
کروں تم پر نچھاور یہ پھولوں کا ہار

(۱)

سکھی "سیتا" ہماری ہے نازک کلی
ہاں چمن کی پلی
یونہی قائم رہے اس کلی کا نکھار
آؤ آؤ ——— !

(۲)

تمھیں چودہ برس چار لمحے نہ ہوں
اور "لچھن" کی بھی رہ جائے لاج
تمھیں پہنو یہ تاج ——— ہاں مبارک ہو راج
اور اجودھیا میں آجائے پھر سے بہار !
آؤ آؤ اجودھیا کے راجکمار کمار
کروں تم پر نچھاور یہ پھولوں کا ہار !

سپیرے! ہلکی بین بجا!

سپیرے! ہلکی بین بجا
سپیرے ——!

اندھیرا جیوں جیوں چھا جائے
ہوا جنگل میں ناچے گائے

منوہر لے میں گیت سُنا
سپیرے ——!

تڑپ کر دیوتا روپ دکھائیں
زمیں پر مستی میں لہرائیں

کوئی متوالی تان لگا
سپیرے ——!

بظاہر میٹھا کومل راگ
محبّت! لیکن ٹھنڈی آگ

یہ شعلہ اور بھی تیز اُٹھا
سپیرے ——!

بڑا زہریلا ہے سنسار
مری جاتی ہے من کی بہار

مجھے جیون کا زہر پلا
سپیرے ——!

دوگانا

پھولوں نے تاروں کو پکارا
تارے پہلے مُسکائے
الف :۔ پھر اک دیپک راگ سُنا کر
آنکھوں میں آنسو بھر لائے
پھولوں نے ——— !

تاروں نے پھولوں کو پکارا
پھولوں نے شبنم کی زبانی
ب :۔ چھیڑ دی کلیوں کی دینا پر
پھُلواری کی ایک کہانی
تاروں نے ——— !

الف اور ب :۔ پھولوں نے تاروں کو پکارا تاروں نے پھولونکو پکارا
کانپ اُٹھا آکاش سے لیکر پھلواری تک سارا نظارا
پھول یونہی چھائے چمن پر
تارے مُسکاتے ہیں گگن پر
لیکن ہم اب تک نہیں سمجھے
ان گانوں کے کیا مطلب تھے

ساز فضاؤں میں تھرّائے
دل کانپا آنسو بھر آئے

لئے پھرتی ہوں جیون بینا!

لئے پھرتی ہوں جیون بینا ——
کوئی گیت ملے تو گا لوں
سنورتی جا متوالی دُنیا
گزرتی جا
تجھے کیا ـــ
ترے مدھ شالہ سے جب چاہوں
من کا پیالہ چھلکا لوں
لئے پھرتی ہوں جیون بینا ——!

(۲)

ترا ہر روپ منوہر گانا
کہتا ہے سارا زمانا
مانا ——
میں جو ڈھونڈھ رہی ہوں جگ میں
وہ ملے تو تار ملا لوں
یہی جیون گیت ہے شاید
ذرا اس من کو سمجھا لوں
لئے پھرتی ہوں جیون بینا ——!
کوئی گیت ملے تو گا لوں!

دوگانا!

(کسی مزاحیہ پروگرام کیلئے)

مرد:۔ اب پیار نہیں ہوتا —

اب مجھ سے تو چھپ چھپ کر
پھیرا تری گلیوں کا

ہر وقت نہیں ہوتا
ہر بار نہیں ہوتا ——— !

عورت:۔ اُکتا سی گئی ہوں میں —

دن بیت گئے من میں تھوڑی سی کسک تھی جب
پھولوں میں مہک تھی جب !
ان پریم کے پھندوں سے
اب گھر ہی کے دھندوں سے

مُرجھا سی گئی ہوں میں
اُکتا سی گئی ہوں میں ——— اب پیار نہیں ہوتا

مرد:۔ یہ ناز نہیں بھاتے

ساون کے نظارے ہوں
پھولوں کے اشارے ہوں
یا جو بھی ہو، الفت کے انداز نہیں بھاتے
یہ ناز نہیں بھاتے ——— اب پیار نہیں ہوتا

عورت:۔ طعنے نہ سہوں گی میں ———

وہ اور زمانہ تھا
جب پریم کی متوالی

ان باتوں سے کھلتی تھی

کومل سے مرے من کی شرمیلی سی ہر ڈالی

اب لاکھ بہار آئے

اب لاکھ کوئی گائے

کچھ بھی نہ سنوں گی میں

طعنے نہ سہوں گی میں ——— اب پیار نہیں ہوتا

مرد:۔ اچھا تو میں چلتا ہوں ——

م :۔ شکریہ زمانہ کا

ع :۔ اور اس کی بہاروں کا

م :۔ جو ساتھ چمکتے تھے

ع :۔ ان چاند ستاروں کا

م :۔ شکریہ محبت کے ...

ع :۔ ان پیارے نظاروں کا ——— اب پیار نہیں ہوتا

عورت:۔ شکریہ محبت کا

م :۔ جو گذری بھلی گذری

ع :۔ ہر رات محبت کی

م :۔ چاندی میں ڈھلی گذری

ع :۔ اچھا تو ہوں اب رخصت ۔ شکریہ محبت کا

م :۔ آشاؤں کی دنیا کا ۔ سپنوں بھری الفت کا

ع :۔ ہاں ہاں تری چاہت کا

ع :۔ شکریہ محبت کا

م :۔ اب پیار نہیں ہوتا ——— !

ع :۔ اب پیار نہیں ہوتا ——— !

تارے گگن میں کھلے کلیوں نے توڑ لئے

تارے گگن میں کھلے کلیوں نے توڑ لئے
اوشا میں گیت چھپے کوئل نے دیکھ لئے
پھولوں میں کوئی ہنسا بھنورے پہچان گئے
تم بھی چھپے۔ تم بھی رہے مجھ سے ذرا دور ــــ دور
میں نے مگر جان لیا
ہاں ہاں پہچان لیا
دیکھو تمہیں دیکھ لیا ــــــــ کیسے نہ آؤ گے
کیسے نہ گاؤ گے گیت
مرے سپنوں کی دنیا پہ کیسے نہ گاؤ گے گیت؟

(۲)

نینوں کے بھید کہے، ہونٹوں نے ٹال دیئے
موہن نے بنسی چھیڑی، رادھا نے کچھ نہ کہا
تم بھی سپنوں کی طرح
کومل تاروں کی طرح
چھاتے رہے۔ گاتے رہے ـــ پھر بھی میں کچھ نہ بولی
اب میں نے سپنوں کو گیتوں میں ڈھال دیئے
دیکھو چھپاؤ گے ــــــ کیسے نہ گاؤ گے گیت
مرے سپنوں کی دنیا پہ کیسے نہ گاؤ گے گیت!

یہ سپنے کیسے ہوتے ہیں؟

یہ سپنے کیسے ہوتے ہیں ـــــ اے شرمیلے چاند!
جو تو ان اونچے محلوں سے رات کو سنتا رہتا ہے
جو دنیا کی پھلواری سے اکثر چنتا رہتا ہے
یہ سپنے کیسے ہوتے ہیں ـــــ؟
کیا ان سپنوں کی رنگینی، میرے سپنوں کی سی ہے
کیا ان پھولوں میں کچھ نرمی میرے آنسو کی سی ہے
یہ سپنے کیسے ہوتے ہیں ـــــ؟
جن پر تیری ہلکی ہلکی کرنیں ناچا کرتی ہیں
جن کو تیری آشائیں ہنس ہنس کے سنوارا کرتی ہیں
یہ سپنے کیسے ہوتے ہیں ـــــ؟
ان سپنوں کے ناچ میں ایسی کوئی لرزش ہوتی ہے
جن کی چھاؤں میں میرے غم کی کومل وینا سوتی ہے
یہ سپنے کیسے ہوتے ہیں ـــــ اے شرمیلے چاند!

کتنی مبہم شبِ الفت کی فضا ہوتی ہے!

کیا یہ سچ ہے کہ محبت ہی بلا ہوتی ہے
ہم تو سمجھے تھے بڑی روح فزا ہوتی ہے

یہ حسیں چاند، یہ بادل، یہ امید اور یہ یاس
کتنی مبہم شبِ الفت کی فضا ہوتی ہے

میں نے مانا کہ ان آنکھوں میں مئے ناب نہیں
لیکن اک چیز چھلکتی ہوئی کیا ہوتی ہے

دیکھنا آنکھ نہ بھر آئے کہیں ساز نواز
درد آگیں مرے نغمہ کی صدا ہوتی ہے

زندگی حسن و محبت تو نہیں ہے سلام
کیوں غزل لکھنے سے تسکین فرا ہوتی ہے

ساقی کا رقص

(کورس)

پی لو - پی لو - قسمت سے جامِ جم - قسمت سے جامِ جم

دُنیا شراب و نغمہ ہے ——— ہیں زینتِ شراب

اک جاگتا سا خواب

فانی بہشت ہو تو ہو ——— باقی مرا شباب

ایسے میں کیا ہے غم

پی لو - پی لو - قسمت سے جامِ جم ———!

(۲)

ہو جا - ہو جا - اے محفل! ہاں بے دم

زلفیں ہیں میری خم

کاندھے پہ اک صراحی ہے - ہاتھوں میں جامِ مئے

ہاں ہاں اک ایسی شے

پرتو سے جس کے کرتی ہوں میں دُنیا کو برہم

لہراتی ہوں ان ہاتھوں سے مے خانہ کا پرچم

پی لو - پی لو - قسمت سے جامِ جم ———!

سہیلیوں کا کورس

کہئے کہئے حضور ——

بھلا اتنا بھی ہوتا ہے کوئی مسرور

ارے توبہ غرور —— !

یہ تبسم ہے یا ماہِ نو کی کرن
یہ تکلم کہ بول اُٹھا سارا چمن
گنگناتا ہوا ـ رقص کرتا ہوا
یہ مبارک، یہ معصوم سیمیں بدن
کوئی جیسے ہو خوابوں کی صہبا میں چُور !

کہئے کہئے حضور ——

بھلا اتنا بھی ہوتا ہے کوئی مسرور

ارے توبہ غرور —— !

ارے کیجئے کرم !

کیوں چھپاتی ہیں ؟

سب کچھ سمجھتے ہیں ہم !

"رُخِ سیمیں ؟" —— "نہیں !"

"لبِ رنگیں ؟" —— "نہیں !"

"چشمِ پروین ؟" —— "نہیں !"

یہ شرابی قدم ! —— سب سمجھتے ہیں ہم !

ہم سمجھتے ہیں لیکن ہمارا قصور ؟

کہئے کہئے حضور —— بھلا اتنا بھی ہوتا ہے کوئی مسرور

ارے توبہ غرور —— !

کنھیّا! مُرلی بجاؤ!

کنھیّا! مُرلی بجاؤ ——— مُرلی بجاؤ
مدھر تانوں سے اپنی
مدھ بن پر چھا جاؤ ——— بجاؤ
کنھیّا! مرلی بجاؤ ——— !
کہیں کوئل کا شور
کہیں ناچ رہی مور
اٹھی پورب سے دیکھو گھٹا گھنگھور!
ذرا رادھا کی خاطر کوئی گیت گاؤ
اٹھاؤ — بنسی اٹھاؤ!
کنھیّا! مُرلی بجاؤ ——— !

ہوائیں چلیں اور کلی مُسکرائی!

ہوائیں چلیں اور کلی مُسکرائی
مُبارک، کہ اک بات پھر یاد آئی
میں بیمار ہوں، صبح ہوتی ہی لیکن
تری لَو بھی اے شمع کیوں تھرتھرائی
کنول ایک جھرنے سی گرنے لگے — یا
نظر مُسکرا کر کسی نے اُٹھائی
کہاں ہے مری زندگی کا اندھیرا
فضاؤں میں پھر چاندنی جھلملائی
ستلاھر! ایک نازک غزل آج مجھ کو،
تعجب ہے خود میرے دل نے سُنائی

رباب اُٹھاؤ کہ اک گیت گا رہا ہوں میں

رباب اٹھاؤ کہ اک گیت گا رہا ہوں میں — فضائے حسن و محبت پہ چھا رہا ہوں میں
کہا تو ہوگا زمانہ نے سو طرح لیکن — خود آج اپنا فسانہ سُنا رہا ہوں میں
جب آنسوؤں کی کلی پھول بنکے گرنے لگی — ستارہ بول اٹھا جگمگا رہا ہوں میں
وہی جسے سحر میکدہ کی لَو کہیئے — کچھ ایسی لہر ان آنکھوں میں پا رہا ہوں میں

سلام! اپنے لڑکپن کا ایک سادہ شعر
شبابِ موسمِ گل کو سُنا رہا ہوں میں

شباب بزم ہی میں شمع بجھ جانے پہ کیا گزری

خدا جانے شروعِ غم کے افسانے پہ کیا گزری — شباب بزم ہی میں شمع بجھ جانے پہ کیا گزری
نگاہِ مست ساقی تیرا یوں اٹھنا تو ظاہر ہے — مگر یہ بھی خبر ہے میرے پیمانے پہ کیا گزری
تصور میں ہزاروں رنگ بھر لینا تو آساں تھا — مگر اے دل! اچانک اُنکی آجانے پہ کیا گزری
وہ لہجہ، ہائے جب گُل ہوتے ہوتے شمع نے پوچھا — کوئی بتلاؤ آخر میرے پروانے پہ کیا گزری

لے رہی ہے پھر فضا انگڑائیاں!

لے رہی ہے پھر فضا انگڑائیاں — بج رہی ہیں ہر طرف شہنائیاں
میرے غم خانہ کی یہ رعنائیاں — بندہ پرور کی کرم فرمائیاں
جو مجسم ہو چکی تھیں ایک بار — دیکھتا ہوں پھر وہی پرچھائیاں
پیکرِ جاناں! تجھے اپنی قسم — پھر وہی صہبا بدوش انگڑائیاں
باوجودِ جذبِ کردارِ حیات — اے سلام! اپنی وہی رسوائیاں

تمھیں توڑ کر ان ستاروں کو لا دوں

تمھیں توڑ کر ان ستاروں کو لا دوں
ستارے تو کیا آسماں کو جھکا دوں
یہ رنگیں غزل تم سے منسوب کر کے
ارادہ ہے دُنیا کو جنت بنا دوں
ابھی بزم آنکھوں میں مستی نہیں ہے
ادھر آؤ تم کو شرابی بنا دوں
اگر زندگی تلخ ہو ہی چکی ہے
تو پھر کیوں نہ اس زندگی کو بھلا دوں

میرا نغمہ تنہائی میں اک دن گانا ہی ہوگا!

میرا نغمہ تنہائی میں اک دن گانا ہی ہوگا
ان پھولوں سے ان کانٹوں سے دل بہلانا ہی ہوگا
شمع کی لو کچھ تیز تو ہونے دو محفل سج جائیگی
جتنی دُور بھی ہوں پروانے دوڑ کے آنا ہی ہوگا
ساقیٔ محفل زندہ رہے اے مست گھٹاؤ مست بہار!
تم کو ہزاروں جام و صراحی بنکر چھانا ہی ہوگا
سوچ رہا تھا نغمۂ غم، دل چپکے چپکے سن لے گا
اب انکو اشکوں کے نازک ساز پہ لانا ہی ہوگا
برق تپاں بھی رخ نہیں کرتی شعلۂ گلشن دو ہی دل
اب یہ نشیمن خود اپنے ہاتھوں سے جلانا ہی ہوگا
آج بہت افسردہ ہے مطرب آج فضا بھی غمگیں ہے
بزم طرب کی ضد ہے مگر اک گیت سنانا ہی ہوگا
سن کے جسے اک روز کہا تھا "آداروں کا خواب" "سلام!
آج وہ خود کہتے ہیں تمھیں وہ گیت سُنانا ہی ہوگا

جی بہت گھبرا رہا ہے پیار کی باتیں کرو!

جی بہت گھبرا رہا ہے پیار کی باتیں کرو
خامشی ہیں سازِ نغمہ بار کی باتیں کرو

پھر شفق کے ساغرِ رنگیں سے لَو اُٹھنے لگی
آتشِ رنگِ لبِ رخسار کی باتیں کرو

جسکی لرزش زندگی ہو جسکی سوزش ایک گیت
بربطِ افسردہ کے اس تار کی باتیں کرو

سُن رہا ہوں شامِ غم بھی اک سُبک نغموں کی لے
آنسوؤں میں تاروں کی جھنکار کی باتیں کرو

نغمۂ الفت بجا لیکن وہ دعوے اے سلام
"آج تیر و خنجر و پیکار کی باتیں کرو"

دل کے شکستہ ساز سے نغمے اُبل پڑے

دل کے شکستہ ساز سے نغمے اُبل پڑے
کیا جانے کتنے چاند ستارے مچل پڑے

آنسو۔ ارے سنبھل کے ذرا چشمِ سوگوار
کیا جانے کسکے ہاتھ پہ تازہ کنول پڑے

مایوس زندگی کی فضاؤ تمہیں سلام
ہم تو اچانک اک نئی منزل کو چل پڑے

تب جانوں کیفِ نغمہ کہ اے بربطِ نشاط
مطرب کی خشک آنکھوں سے آنسو نکل پڑے

خبر سُنی جو قفس میں بہار آنے کی ۔!

خبر سنی جو قفس میں بہار آنے کی
نظر میں پھرنے لگی شاخِ آشیانے کی

نویدِ صبح و شبِ دلنواز و رنگِ شفق
یہ سُرخیاں ہیں مرے عشق کے فسانے کی

کہ جیسے پیالہ میں کوئی شراب بھرتا جائے
ادائیں ہائے وہ پہلی نظر ملانے کی

نہ وہ بہارِ محبت نہ حُسنِ لالہ و گُل
مرے چمن کو نظر لگ گئی زمانے کی

سلام چُپ نہ رہو گنگنا رہا ہے شباب
کبھی تو ایک گھڑی ہی فضا پہ چھانے کی

کوئی ماہِ تاباں ہوا چاہتا ہے!

کوئی ماہِ تاباں ہوا چاہتا ہے
فلک پر نمایاں ہوا چاہتا ہے

ابھی جام در دست دیکھا تھا جسکو
وہ ساقی غزلخواں ہوا چاہتا ہے

مرے ضبطِ غم کا اثر اللہ اللہ
کہ وہ خود پشیماں ہوا چاہتا ہے

گلستاں کے کم سن حسینو! سنور لو
کوئی پھر خراماں ہوا چاہتا ہے

یہ کس نے سرِ بزم انگڑائی لے لی
ہر اک جام رقصاں ہوا چاہتا ہے

سلام! آج پھر ایک خورشید رنگیں
تہ جام رقصاں ہوا چاہتا ہے

مُبارک نئی جستجو کا ارادہ!

زہے عمرِ رنگیں، تو کیا ہے ارادہ
وہ آغازِ الفت کا معصوم وعدہ!

مری زندگی رنگ بھرنے لگی ہے
میں قربان ساقی ذرا کچھ زیادہ

سحر کا دُھندھلکا بھی مبہم ہے لیکن
مُبارک نئی جستجو کا ارادہ

یہ نرگس کے دو پھول دیکھا کروں گا
نہ محفل، نہ نغمہ، نہ ساغر، نہ بادہ

مرے گیت انگڑائیاں لے رہے ہیں
کیا اس نے گانے کا شاید ارادہ

سلام! آج پھر دیکھنے کو ملا ہے
وہی جانا پہچانا رنگین جادہ

سحر ہوتی ہے لو میں ختم کر دیتا ہوں افسانہ

دمِ آخر مریضِ غم کا خود اپنے کو سمجھانا
نہ آئے ہیں نہ آئینگے اب اچھا ہی ہے مر جانا

کہیں ہونٹوں کے پھول آنکھوں کی شبنم ہی نہ گر جائے
سحر ہوتی ہے لو میں ختم کر دیتا ہوں افسانا

ذرا دیکھو بڑی حیرت سے دنیا مجھکو تکتی ہے
کبھی کہتی ہے تو سودائی ہوں دیوانہ ہوں دیوانا

خدا رکھے مرے ہمدم یہ اشعار کافی ہیں
سلام! اب تو زمانہ میں کوئی اپنا نہ بیگانا